PAKISTANI FREETHINKERS

تہذیب کی کہانی (حصہ دوم)

The outline of the indo-pak's history

نعمان سعید

18-05-2014

ترتیب

شعیب ثالثی

31-08-2014

PAKISTANI FREETHINKERS

تہذیب کی کہانیThe Out-Line Of The Iindo-Pak's History(حصہ دوم) .

ہزار ق م میں ہندوستان میں کئی مفکرین نے جنم لیا، جنہوں نے اپنی تحریروں سے یہاں کے عوام کو مذہب سے نجات دلانے کے لئے کئی فکری تحریکیں چلائیں تھیں- خاص طور پر آریائی مذہب کے خلاف انہوں نے زبردست کام کیا- ان مفکرین میں پارس ناتھ، برہاس پتی اور چارواکاس کے نام سرفہرست ہیں- ان کے بعد گوتم اور مہاویر آئے- جب گوتم ہندوستانی عوام کو مذہب کی "روحانی غلامی" سے نجات دلانے کے لئے کوششیں کر رہا تھا، اس وقت جین مت کا بانی مہاویر بھی ہندوستانی عوام کو مذہب اور خداؤں سے چھٹکارہ دلانے کے لئے تحریک چلا رہا تھا- اس کا کہنا تھا کہ صرف کائنات ابدی ہے- ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ رہے گی، باقی کچھ نہیں- انقلابات، لامتناہی تغیرات، جبلی قوتوں کے باعث وقوع پذیر ہوتے ہیں- ان کے ظہور میں الوہی مداخلت کا کوئی تصور نہیں- بہرحال مہاویر اور گوتم نے مجموعی طور پر آخرت، ابدیت اور وجود خدا سے انکار کیا- وہ جنت، جہنم اور عرفات کو دھوکہ سمجھتے تھے- گوتم نے مذہب میں اصلاحات کی بجائے خود "مذہبی ادارے" اور "خداؤں کے تصور" کو یکسر رد کر دیا اور اعلان کیا کہ خدا کی عبادت کے لئے جو وقت درکار ہوتا ہے وہ انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جائے- اس سے پہلے تھریڈ میں فلسفہ ویدانت، برہمن مت، جین مت، اور ہندوپاک کی سماجی و معاشرتی ارتقا پر سیر حاصل بحث کی گئی- لیکن بدھمت ایک الگ تھریڈ کا حامل موضوع ہے اپنی وسعت اور اہمیت کی بنا پر- لہٰذا اس تھریڈ میں بدھمت کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے- جس میں اس کے فلسفیانہ نظریات پر بھی گفتگو کی جائے گی-

بدھمت کی ایک اور خاص بات اس کا بغیر جبروتشدد کے پھیلنا ہے- بدھمت دنیا کا واحد مذہب ہے جو بغیر تلوار کے پھیلا- اس پر تھریڈ کے کمنٹس میں مستند تاریخ سے بات کی جائے گی-

بدھمت

بدھمت کا بانی سدھارتھ نامی ایک شہزادہ تھا- اسے ساکی منی اور گوتم بدھ بھی کہتے ہیں- اس کے باپ کا نام سدودھن تھا جو کپل دستو کا راجہ تھا- یہ ریاست نیپال کی ترائی میں واقع تھی- اور گوتم کے والدین کشتری تھے- گوتم کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے لیکن اکثر مورخ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ 563 ق م میں پیدا ہوا اور اسی برس کی عمر پا کر 483 ق م میں فوت ہوا- گوتم کی پیدائش کے سات روز بعد اس کی ماں مایا دیوی چل بسی- لیکن اس کی سوتیلی ماں مہا مایا نے اسے ناز و نعمت سے پالا اور اسے ماں کی جدائی کا احساس نہ ہونے دیا-
سدھارتھ کو اعلی تعلیم دلائی گئی اور اسے زمانے کے دستور کے مطابق تیر اندازی، شمشیر زنی اور شہسواری، تیراکی بھی سکھائی گئی- لیکن بچپن

سے ہی شہزادہ متفکر رہا کرتا تھا اور غور و خوض کا عادی تھا-
اس کے لئے عیش و عشرت کے تمام اسباب موجود تھے اور اسے ازحد ناز و نعمت سے پالا گیا تھا- لیکن وہ تنہائی پسند تھا- اور جوں جوں وہ جوان ہوتا گیا، اسے اس امر کا احساس دل کی گہرائیوں میں بیٹھ گیا کہ یہ دنیا دکھ درد سے بھرپور ہے اور انسانی دل کو سکون حاصل ہونا چاہئیے- لیکن اسے کوئی راستہ نہ ملتا تھا- اس کے علاوہ یہ کائنات اور موت و حیات بھی اس کے لئے عقدہ لاینحل تھا- ان حالات میں سدھارتھ اداس رہنے لگا- اس کی ذہنی پریشانی بڑھتی چلی گئی-
باپ نے اس کی مغموم حالت کو بدلنے کے لئے ایک حسین شہزادی یشودھرا سے اس کا بیاہ رچایا اور شادی کے کچھ عرصہ بعد اسے خدا نے بیٹا بھی عطا کیا- لیکن اس دوران سدھارتھ کا دل دنیا سے بالکل اچاٹ ہو گیا- اور اسے اس امر کا یقین ہو گیا کہ دنیا کی زندگی ایک مصیبت اور دکھ ہے- اس دارالمحن سے کسی صورت نجات حاصل کرنی چاہئیے-

ترک دنیا: سچی خوشی اور سکون قلب کی تلاش میں آخرکار سدھارتھ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ گھر بار اور بیوی بچے چھوڑ کر کسی جنگل میں چلا جائے تاکہ عبادت اور درویشانہ زندگی کی بدولت اس کے دل کو قرار حاصل ہو- چنانچہ ایک رات جبکہ اس کی بیوی اور اس کا بچہ غفلت کی نیند سو رہے تھے وہ چپکے سے محل سے نکل آیا- اور دنیا کو ترک کر کے درویش بن گیا- اس واقعہ کو تیاگ (Great Renunciation) کہتے ہیں- یعنی ترک دنیا-
محل سے نکل کر سدھارتھ نے برہمنوں کے علوم کو پڑھا اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر عمل پیرا ہو کر خوب جی بھر کر تپسیا کی اور اپنے جسم کو ایذا رسانی دی لیکن اسے سکون قلب نصیب نہ ہوا- آخرکار وہ جنگلوں میں گھومنے لگا اور متواتر چھ سال غور و فکر کرتا رہا-
ایک روز وہ گیا یاگوا کے قریب ایک برگد کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا دھیان میں مگن تھا جب اسے نجات کا راستہ مل گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس راستے پر گامزن ہو کر دنیا کے دکھ درد سے نجات ہو سکتی ہے- چنانچہ اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ عوام کو بھی اپنی روشن دماغی حالت سے روشناس کرائے گا اور انسانوں کو نروان یعنی نجات کا راستہ بتائے گا- اس وقت سے وہ مہاتما بدھ یعنی عارف یا روشنی یافتہ کہلایا- مورخ عام طور پر اسے گوتم بدھ کہتے ہیں- اس وقت اس کی عمر تقریبا" چھتیس سال تھی اور اس نے بقایا عمر اپنے نئے افکار کے پرچار کے لئے وقف کر دی-

گوتم بدھ نے سب سے پہلے بنارس کے قریب سارناتھ کے مقام پر اپنا پہلا واعظ کیا- اور پانچ اشخاص اس کے ہم خیال ہو گئے- یہ پانچ لوگ گوتم سے درس لینے لگے- اس جماعت کو گوتم نے سنگ کا نام دیا- گوتم اپنے ہمراہیوں سمیت اپنے نظریات کا پرچار کرتا ہوا مگدھ پہنچا- جہاں اس کی سادہ تعلیم کی بنا پر لوگ بہت بڑی تعداد میں اس کے ہم خیال ہوتے گئے- بہت جلد مگدھ گوتم کے نظریات

کا مرکز بن گیا اور یہاں سے دور دراز علاقوں میں گوتم کی تعلیمات پھیلنے لگی- بدھمت نے اتنی سرعت سے ترقی کی کہ دنیا کے مورخین کے لئے یہ امر باعث حیرت ہے- دراصل بدھمت کی تعلیمات سادہ ترین تھیں- اور اس کے پرچارک اسے عام فہم زبانوں میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے- اس کے علاوہ برہمنوں کی فوقیت اور ذات پات کی تمیز اور ان گنت قربانیوں سے ہندو عوام بیزار ہو چکے تھے- لہذا بدھمت اس وقت ایک انقلابی نظریہ ثابت ہوا اور لوگ جوق در جوق اسے اپناتے گئے-

مہاتما بدھ نے اسی برس کی عمر میں 483 ق م میں کوشی نگر (ضلع گورکھپور) میں وفات پائی- اس کی وفات تک بدھمت ہندوستان کے ہر گوشے میں پھیل چکا تھا- اپنے باپ کی دعوت پر وہ کپل دستو بھی گیا تھا، اس ریاست کے تمام لوگوں نے بدھمت کو اختیار کر لیا تھا- گوتم کی بیوی اور اس کے بیٹے نے بھی اس کے مت کو قبول کر لیا تھا-

بدھ مت کی تعلیمات اور اصول:-

مہاتما کا فلسفہ یہ تھا کہ دنیا کے دکھ درد خواہشات(آشا) سے پیدا ہوتے ہیں- خواہشات کا لامتناہی سلسلہ انسان کو دنیاوی محت(ترشنا) سکھاتا ہے- ان کی بدولت اعمال بد رونما ہوتے ہیں- اور مسئلہ کرم اور تناسخ کی بنا پر انسان بار بار جون بدل کر اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے- اور آواگون کے چکر میں پھنس کر انسان دنیاوی مصائب سے نجات نہیں پا سکتا-

لہذا خواہشات پر قابو پانے اور انہیں ختم کرنے کے لئے اشٹ مارگ یعنی نفس کشی لازم ہے- یہ نفس کشی برہمنوں کی طرح قربانیوں کی بدولت حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی اپنے جسم کو ایذا دینے والی عبادت کی بدولت حاصل ہوتی ہے- بلکہ خواہشات سے بے نیاز ہونا روح کی پاکیزگی کا باعث ہے- روح پاکیزہ ہو کر دوبارہ انسانی قالب اختیار کر کے اس میں نہیں آتی اور اسے ابدی مسرت یا نروان یا نجات حاصل ہو جاتی ہے- پس دنیاوی خواہشات پر قابو پانا نجات حاصل کرنے کے لئے بنیادی چیز ہے- خواہشات پر قابو پانے کے لئے آٹھ مقدس اصولوں پر عمل کرنا لازم ہے- ان اصولوں کو:
The Noble Eight-Fold یا Path Of Virtue And Duty
کہتے ہیں- یہ مقدس آٹھ اصول درج ذیل ہیں:-

۱- راست گفتار
۲- راست خیال
۳- راست ادراک یا اعتقاد (گیان)
۴- راست کردار
۵- راست انند یا سرور (یعنی تلاش راحت)
٦- راست سعی (یا کوشش Effort)
۷- راست عزم (Resolve)
۸- راست عمل

اس مقدس راستے کو نجات کا راستہ کہا جاتا ہے- مہاتمہ بدھ کا خیال تھا کہ

انسان محض خواہشات دنیا سے بے نیاز ہو کر دنیاوی غم اندوہ سے چھٹکار نہیں پا سکتا- بلکہ زندگی کا اصل مقصد یہ ہے کہ جون بدلنے سے نجات حاصل کی جائے اور وہ صرف ان آٹھ اصولوں پر کاربند رہنے سے ممکن ہے- ان آٹھ اصولوں کی بنا پر بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ:
"The teachings of Buddha were just a code of morality and nothing else".

مہاتما بدھ میں کرم اور تناسخ کے مسئلوں پر اعتقاد لازم ہے- یعنی نیک یا بداعمال کی سزا اور جزا اسی دنیا میں مل جاتی ہے کیونکہ انسان اپنے اعمال کے مطابق جون بدل بدل کہ بار بار جنم لیتا ہے- آخر کار نیک اعمال کی بدولت انسانی روح پاکیزہ ہو کر آواگون کے چکر سے نجات پا جاتی ہے جسے نروان یا نجات کہتے ہیں-

مہاتما بدھ خدا کی ہستی کے بارے میں خاموش ہے- اس نے ان آٹھ اصولوں کے علاوہ اپنے پیروکاروں کو دس ہدایات (Ten Commandments) بھی دی ہیں-اور یہ ہدایات دراصل اعلی اخلاق کا نچوڑ ہیں- ان ہدایات کو بعض اوقات Christian Virtues بھی کہتے ہیں- یہ ہدایات مندرجہ ذیل ہیں:-
١- چوری سے اجتناب
٢- جھوٹ سے باز رہنا
٣- شراب نہ پینا
۴- کسی کی جان نہ لینا
۵- دولت جمع نہ کرنا
٦- نفسانی لذات میں کھو کر تعیش کی زندگی سے پرہیز
٧- ہر قسم کی پاکیزگی اختیار کرنا
٨- پھولوں اور عطریات کے استعمال سے اجتناب
٩- خوراک کے استعمال میں بے قاعدگی اختیار نہ کرنا
١٠- ہر معاملہ میں اعتدال کا راستہ اپنانا

ان ہدایات کی بدولت یہ کہا جاتا ہے کہ بدھ مت کا مقصد نیا ضابطہ اخلاق پیش کرنا تھا-

مہاتما بدھ نے ویدوں کو الہامی کتابیں ماننے سے صریحا" انکار کر دیا- وہ قدیم ہندومت کی رسومات اور قربانیوں کے سخت مخالف ہے- نہ تو وہ برہمنوں کی فوقیت کو مانتا ہے اور نہ ہی ذات پات کی تمیز کو روا رکھتا ہے- اس کے برعکس اس کا پیغام یہ ہے کہ تمام انسان یکساں اور برابر ہیں- نروان حاصل کرنے کے لئے مذہبی رسومات، مذہبی ٹھیکیداروں اور خود مذہب کا وجود بے معنی ہے- یہی وہ کشش تھی جس نے بدھمت کو جلد ہی عالمگیر حیثیت دے دی-

اہنسا کا اصول:- مہاتما بدھ نے اس بات پر خاصہ زور دیا ہے کہ کسی جاندار کو

کسی قسم کا دکھ نہ دیا جائے- ایذا رسانی سے اجتناب کی بدولت گوشت خوری ختم ہوئی اور برہمنوں کی بتائی ہوئی قربانیاں یک قلم موقوف ہو گئیں- اس اصولDoctrine Of Ahimsa) کو اہنسا کو اصول اس مورخ بعض -ہیں کہتے Ahin-sa -ہیں کہتے بھی (

مہاتما بدھ دیوتاؤں اور خدا کا منکر ہے- وہ پیچیدہ مذہبی رسومات کا بھی مخالف ہے- اس کی تعلیمات ازحد سادہ ہیں- اور وہ اعلی اخلاقی اور پاک دامنی کا علمبردار ہے-
مہاتما بدھ سنسکرت کو مقدس زبان نہیں گنتا تھا- بلکہ عام فہم زبانوں یعنی پالی اور پراکرت میں اپنا پیغام لوگوں تک پہنچاتا تھا-
UnlikeUnlike · · Get Notifications · Share · May 18

- You, Shaman Syed, Imran Safi Memon and 30 others like this.
-

Noman Saeed Ahmad Sagheer محترم احمد صغیر صاحب: ایک دفعہ پھر پوسٹ کی طوالت کے لئے معذرت خواہ ہوں- اس مختصر سی تحریر میں بدھمت اور اس کی تعلیمات اور اصول و ضوابط کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے- جس کے لئے ان سب کو مختصرا" لکھنا چاہا لیکن تحریر پھر بھی طوالت اختیار کر گئی- بہرحال اس طوالت کے باوجود بھی صرف جزئیات کی اجمالی تفصیل ہے- اس پر تفصیل سے بات کمنٹس میں کی جائے گی- میرا ذاتی خیال ہے کہ گوتم کے فلسفہ پر اتنی تفصیل کافی ہے- لیکن اگر صغیر صاحب اس پر گفتگو کرنا چاہیں، اور جزئیات کی تفصیلات میں جانا چاہیں، تو یہ امر میرے لئے باعث خوشی ہوگا- جبکہ تمام حضرات کو سوالات کرنے کی دعوت دی جاتی ہے- تاکہ گوتم اور اس کے مت پر زیادہ سے زیادہ بہتر انداز میں روشنی پڑ سکے- اور اس سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں-

May 18 at 11:13pm · Like · 2

-

مطیع الرحمٰن منتظر

نعمان بھائی
اسلام و علیکم
میں جو پڑھا ہے شاید اس میں مغالطہ ہو
لیکن پڑھا ہے
کہ
گوتم بدھ وشنو کے نوویں اوتار ہیں

May 18 at 11:19pm · Edited · Like

-

Noman Saeed Here is part One;

https://www.facebook.com/groups/PakFreethinkers/permalink/787914857893700/

Pakistani Freethinkers

برصغیر ہندوپاک میں The outline of the indo-pak's history تہذیب کی کہانی
تہذیب کی کہانی کول سے شروع ہوتی ہے- جو اس دھرتی کے قدیم ترین
باشندے گردانے جاتے ہیں- کول اس خطے کی سب سے قدیم نسم ہے جو بعد
میں دوسری نسلوں میں مدغم ہو گئے- یہ مغربی بنگال، اڑیسہ اور وسط ہند کے
...پہ

May 18 at 11:33pm · Like · 1

-

Javed Inayat He was one of the great men in human history and he wanted reduce pain among humanity. Human sufferings can be reduced, it is great education.

May 18 at 11:33pm · Like · 1

- 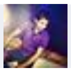

Sardar Shani

نعمان بھائی میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ "گوتھم بدھ کی موت خنزیر کا گوشت
زیادہ مقدار میں کھانے سے ہوئی". اس بارے میں آپکی کیا رائے ہے.؟

May 18 at 11:43pm · Like · 1

-

Fawad Khawaja Preaching is easy and Powerful...Practicing is NOT!

May 19 at 12:23am · Like

- 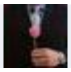

Ahmad Sagheer

آریاؤں کی آمد سے ماقبل و مابعد کی ہندوستانی تاریخ، ویدوں کی تخلیق اور ان
کے نتیجے میں نمو پزیر ہونے والے ہندومت اور برہمنیت کے عقائد پر ہم نے بات
کی۔ہندومت میں تناسخ کے عقیدہ کی تشریح کچھ اس انداز میں کر دی گئی
جس سے زات پات کے معاشرتی نظام کو مذہبی تحفظ حاصل ہوگیا۔شودروں،
دلتوں اور دیگر کم زاتوں کے متعلق یہ مذہبی عقیدہ پختہ تر ہوتا چلا گیا کہ ان
سے تعلق رکھنے والے لوگ پچھلے جنم میں اپنی بداعمالیوں کے سبب اب نیچ
زاتوں میں پیدا ہوئے ہیں۔جبکہ دوسری طرف تناسخ کی اس تشریح سے اعلیٰ
زاتوں کو معاشرتی برتری کے ساتھ مذہبی برتری بھی حاصل ہوگئی۔ویدک ادب
کی جامعیت، وسعت اور بلند فکری ایک مخصوص طبقے برہمن کی اجارہ داری پر
مفلوج و معطل ہو کر رہ گئی۔اس طبقے نے ایک طرف مذہب کو اپنے مفادات کا
کھیل بنا دیا تو دوسری طرف ریاست پر ایک مخصوص طبقے کھشتریوں کی اجارہ
داری لازم کر دی۔

شاید یہ ہندوستانی تاریخ کا انتہائی گھٹن زدہ اور استحصالی دور تھا جو ہمیشہ
یوں ہی چلتا رہتا لیکن قانون مکافات کے تحت ردعمل شروع ہوا اور مہاویر اور گوتم
بدھ جیسے عظیم اور موثر مصلحین پیدا ہوئے۔مہاویر پر ہم گفتگو کر چکے ہیں اور
اب خوشی کی بات ہے کہ گفتگو کا سلسلہ امن کے سب سے بڑے داعی اور
صلح کل کے پیغمبر گوتم بدھ پر آن پہنچا ہے۔گوتم نے تناسخ کے عقیدہ کی ازسر
نو تشریح کی اور چار زاتوں کی تقسیم کو مسترد کیا، مذہب کو ظاہری رسوم
سے نجات دلا کر اس پر پنڈت اور گرو کی اجارہ داری ختم کی۔معاشرے کے
اکثریتی طبقے پر علم و عرفان کے بند دروازے کھول دیے جانے اس وقت کے
ہندوستانی معاشرے پر احسان عظیم کی حیثیت رکھتے تھے۔گوتم اور مہاویر کی
مساعی کا عملی ثبوت ہے کہ زمانے کی آنکھ نے وہ منظر دیکھا کہ ایک شودر
ہندوستان کا شہنشاہ بنا، جو سر غلامی اور ہزیمت کا بوجھ لے کر پیدا ہوا تھا
اسی سر پر فرمانروائی کا تاج سجا_____یعنی چندر گپت موریہ۔
علاوہ ازیں گوتم کی تعلیمات کے نتیجہ میں اشوک اعظم جیسا روادار فرمانروا
سرزمین ہندوستان سے ابھرا۔الغرض گوتم کی تعلیمات نے ہندوستانی معاشرت،

سیاست اور مذہبی عقائد کو اخلاقی لحاظ سے وہ بلندی اور رفعت دی جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

May 19 at 12:31am · Like · 3

- 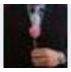

Ahmad Sagheer

نعمان صاحب نے بدھ عقائد کو اجمالی طور پر خوش اسلوبی سے بیان کیا۔۔۔مبنی بر حقیقت بات ہے کہ بدھ مت میں ہر صاحب فکر انسان کے لیئے جازبیت اور کشش موجود ہے۔بدھ کے کارناموں میں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے کم ازکم انتہائی ابتدائی ایام میں اعلیٰ قسم کے تصوف اور بلند اخلاق کے حصول کو آسان بنا دیا۔یہ ایک ایسا مذہب ہے جو عقل و دل پر یکساں حکومت کرتا ہے۔گو کہ ہر شے حسن وقبح کا مرکب ہے اس لیئے امید ہے صاحبان علم اس موضوع کے مثبت و منفی ہر دو پہلوؤں پر اچھی ناقدانہ گفتگو فرمائیں گے۔

May 19 at 12:46am · Like · 3

-

Noman Saeed

مطیع الرحمن صاحب: جب شہنشاہ اشوک کا انتقال ہوا تب اس کی سلطنت کی بیشتر آبادی آریائی مذہب ہندومت کو چھوڑ کر بدھمت کی پیروکار بن چکی تھی- حیرانگی کی بات یہ ہے کہ گوتم بدھ اس وقت ایک مفکر اور مصلح ہونے کے بجائے "خدا" بلکہ "معبود" کی حیثیت اختیار کر گیا- موجودہ ہندوستان، پاکستان، کشمیر، افغانستان، نیپال اور سری لنکا کے لوگ گوتم بدھ کی خدا کے طور پر بندگی کر رہے ہیں- جبکہ برما، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، ویتنام، لاؤس، کوریا اور جاپان میں اب بھی اس گوتم بدھ کو ایک مفکر اور مصلح کے طور پر جانا جاتا ہے- جبکہ ان ملکوں میں بہت کم تعداد میں ایسے فرقہ ہیں جو گوتم کی بطور معبود پوجا کرتے ہیں- جبکہ ہندوؤں نے گوتم اور اس کے آسان سے نظریہ حیات کو ہندومت میں ضم کرنا چاہا، اور اس میں کسی حد تک کامیاب بھی رہے- لیکن ان کی یہ "کامیابی" صرف ہندوستان تک محدود رہی- لہذا یہ خیال کرنا کہ گوتم نواں اوتار تھا وشنو کا، ایک علمی بددیانتی کے سوا کچھ نہیں- ہندومت نے چارواک مسلک کو، مہاویر کی تعلیمات کو بھی ہندومت میں ضم کرنا چاہا، اور کامیاب رہے- لیکن بہرحال ان کی دستیاب تاریخ اس بات کی انکاری ہے- گوتم کو اوتار کا درجہ اس لئے بھی دیا گیا کہ اس کو اور اس کی تعلیمات کو عالمگیریت ملی- ہندو بہرحال اوشو رجنیش کو بھی گیارھواں اوتار مانتے ہیں جو خود کو خدا کہا کرتا تھا- اور اس

نے اپنے لئے کبھی اوتار کا لفظ استعمال نہیں کیا- گو کہ اس کے نام کہ مندر وجود میں آگئے جہاں اوشو کی باقاعدہ پوجا کی جاتی ہے- اور اس کی مورتی گھروں میں برکت و رحمت کے لئے رکھی جاتی ہے-

May 19 at 1:01am · Like · 3

-

Noman Saeed

سردار شانی صاحب: گوتم بدھ نے مرتے وقت اپنے خاص شاگرد آنند کو بلا کر کہا کہ: "اے بھکشو، اب مجھے بھی فنا ہونا ہے- شوق و ذوق سے من کی سچائی کی جستجو جاری رکھنا- یاد رکھو، سچائی کو من کے علاوہ کسی اور ذات کے حوالے سے جاننے کی ضرورت نہیں-"

جبکہ گوتم اہنسا کا پرچارک تھا- جس کہ مطابق کسی بھی جاندار کی جان لینا تو کجا اس کو ایذا پہنچانا بھی جرم تصور کیا جاتا ہے- ایسے میں یہ خیال کرنا کہ بدھمت کی موت کسی جانور کا گوشت کھانے سے ہوئی، محض ایک ناقص پروپیگنڈا کے سوا کچھ بھی نہیں- اس قسم کے پروپیگنڈا زیادہ تر ہندو اور مسلمان مورخین کے پھیلائے ہوئے ہیں جنہیں اپنے مذہب اور مقدس ہستیوں کے سوا کچھ اچھا اور سچا نظر نہیں آتا- بہرحال اس طرح کی حقائق کش باتیں قابل مذمت ہیں-

May 19 at 1:09am · Like · 5

-

Syed Fawad Bokhari

احمد صغیر صاحب کے پہلے کومینٹ کی مد میں، کہ جہاں طبقات کی مد میں ایک بات ھوئی۔ تو مجھے لگا کہ، انکی بات کو آگے بڑھاوں کہ بھارت میں زاتی طبقات کی بنیاد پہ تھوڑی راشنی ڈالوں۔

اگر مہا بھارتااور گیتا کے سب سے نمایاں پہلووں کو دیکھا جائے تو وھاں ایک بات کی وضاحت ملتی ھے، کہ وھاں بھی نیتی نہیں بلکہ پری نیتی کا زکر ھے، کہ جو ایک قسم کے اقتدار اعلی کی سی مثال سامنے نظر آتی ھے۔ کہ جہاں، اس دنیا کی ڈائینمکس ایک مابعد اطبیعاتی نوعیت کے اوہم سے نکلتے تین عکس (برہما، ویشنو اور شیوا) کی ایک ڈائینمکس کا نتیجہ بیان کی جاتی ھے یا فرض کی جاتی ھے یا بطور مفروضے کے لی جاتی ھے۔۔ کہ جہاں برہما اوہم کا وہ

عکس فرض کیا جاتا ھے کہ تخلیق کرتا ھے، وشنو زندہ رکھنے والا اور بچانے والا ھے اور شیوا نیست نابود کرنے کا عکس ھے، جہاں ہندو مذہب کے مطابق اس دنیا کے معاشرتی نظام ی مد میں وشنو کے گیارہ اوتار آ موجود ہوئے ہیں، کہ جو اسی پری نیتی کے دنیا میں قائم کرنا چاہتے تھے۔ تا کہ دنیا میں امن و شانتی ہو۔

اسی دنیاوی امن و بڑھوتری کے طور پر ہندو مذہب میں ایک نظام پیش کیا گیا کہ جسمیں مختلف صالحیتوں کی بنیاد پر پیشے تعریف کیئے گئے اور انہی صلاحیتوں کی بڑھوتری پر یہ مبنی پیشوں میں ترقی کی بات ھے، یعنی کہ ایک شودر بھی ویش اور کشتری بن سکتا ھے، کیونکہ شروع میں انکا تعلق زات سے نہیں بلکہ صلاحیت کے بل بوتے پر ہونے والے پیسے اور معاشرتہ کردار پہ تھا۔ مگر پھر معشرے کے ایک اہم ڈائینیمکس نے اپنا کردار ادا کیا اور وہ یہ، کہ عموما والدیں کا پیشہ اپنانے کے روش نے صلاحیتوں کو محدود کر دیا، اور صلاحٰتوں کی حد نے طبقات کو جنم دیا۔ اور یہی طبقات پھر زات بن کر ابھرے۔ گویا کہ ہندو مزہب میں بھی کئی چیزیں کہ جنکی (مابعد اطبیعاتی توجہیات سے علیحدہ ہو کر اگر دیکھا جائے) طبیعاتی اور معاشرتی توجہہی اس وقت کے لحاظ سے قابل عمل تھیں، مگر وہ بھی ایک استحصال کا شکار ہو گئے۔

گویا کہ ایک بات تاریخ سے بھی واضح ہوتی ھے، کہ نظام سے زیادہ نظام کا عملی جامہ اہم ہوتا ھے، اور نظام کی غلطی عموما نظام کی بنیاد سے زیادہ اسی نظام کے استخصال میں ہی پنہا ہیں۔ اور جو بھی حضرات ماضی میں کسی قسم کے نجات دہندہ کے طور پہ آئے یا کسی قسم کے مزاحمت کار بنے، یا نئی جہت و سوچ لیکرآئے، تو ایسوں کی سوچ دراصل اسی معاشرے میں موجود نظام کے استخصال کے رد کے طور پہ ابھری۔ اور انکی کوشش سے جو معاشرتی ارتقا آیا یا آنے کی کوشش کی وہ اسی استخصال سے بچنے کا ایک ممکنہ حل تھا۔

May 19 at 2:27am · Like · 3

-

Syed Fawad Bokhari

لہذا ایک بات اہم ھے، جو بھی کوئی نجات دہندہ تھا، مثلا چنگیز خان کا اگر مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہو گا، کہ بطور ایک سفاک انسان کے پیش کیئے جانے والا انسان کتنا خاندان دوست تھا اور کتنی کھٹھن حالات میں اس نے اپنا بچپن گزارا اور اپنے قابائل کیلیے وہ ایک سب سے بڑا نجات دہندہ بن کر ابھرا۔ اسیطرح مہاراجی رنجیت سنگھ اپنے مزہب کے ماننے والوں کیلیے نجات دہندہ بن کر ابھرا اور سکھوں کا رہبر اعلٰی اور نجات دہندہ ہی تھا۔

سبکی بنیاد بقا ھے، اور اس بقا کو سمجھنے کی اہم ترین ضرورت ھے، کیونکہ پھر شایئد سبکو ایکدوسرے کو سمجھنے کا موقع مل سکے۔

May 19 at 2:31am · Like · 3

- 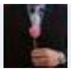

Ahmad Sagheer

بخاری صاحب! آپکا یہ کہنا بجا ہے کہ ابتدائی ویدک عہد میں ورن کا نظام اس قدر سخت نہ تھا_علاوہ ازیں اس می پیشوں اور صلاحیتوں کی رعایت تھی_ویدک دور اور اس کے بعد ہندو فقہا کی نظر میں ورن کی تقسیم نہ تو اس قدر بے لچک تھی اور نہ ہی ان طبقات کے درمیان ایسی اٹوٹ دیواریں حائل تھیں جیسے کہ قرون وسطیٰ کے ہندو معاشرے میں زات پات کے نظام میں ملتی ہیں_ویدک دور میں ورن میں ورن کا نظام طبقاتی درجہ بندی اور سماجی تفریق سے زیادہ پیشوں اور سماجی زمہ داریوں کی تقسیم پر مبنی معلوم ہوتا ہے_جس میں ادل بدل ناممکن نہیں تھا_جوں جوں ہم ابتدائی ویدک دور کے مذہبی ادب سے بعد کی ویدک تصنیفات مثلاً براہمن، آرنیکا، اور اپنشد کی طرف بڑھتے ہیں ہم کو بتدریج مختلف ورنوں کی طبقاتی خصوصیات اور انکے ایک دوسرے سے علیحدہ اپنے آپ میں ایک مخصوص گروہ ہونے پر زور ملتا ہے_لیکن یہاں یہ بات اہم ہے کہ ویدک عہد کی طبقاتی تقسیم میں لچک اور نرمی، آریہ سماج کے تین ورنوں، یعنی برہمن، کھشتری اور ویش تک ہی محدود تھی_چوتھا ورن شودر (دراوڑ) ابتدا میں تو آریہ سماج کا حصہ بنائے ہی نہیں گئے لیکن پھر ناگزیر وجوہات کی بنا پر مقامی باشندوں کو آریہ سماج میں شودر کے چوتھے ورن کے طور پر قبول کر لیا گیا_لیکن اعلیٰ ورنوں اور شودروں کے درمیان ہمیشہ ایک ایسی ناقابل عبور خلیج حائل رہی جس کی وجہ سے شودر ایک الگ ہی خانے میں رکھے جاتے رہے_گوکہ سمرتیوں میں مختلف شرائط اور نتائج کے ساتھ اپنے ورن کے علاوہ چاروں ورنوں کے مابین شادی بیاہ ممکن ہے لیکن اس میں بھی نیچے کے ورن کے مرد کی اعلیٰ ورن کی عورت سے شادی سخت نامناسب قرار دی گئی ہے_

بہرطور ہم کہہ سکتے ہیں کہ ویدک دور کے بعد برہمنیت کے عروج میں ہندوستانی معاشرے میں ورن کا یہ نظام اپنی عملی افادیت کھو چکا تھا_جیسا کہ بخاری صاحب نے فرمایا نظام سے زیادہ اس کا اطلاق اور عملی پہلو زیادہ اہم ہوتا ہے بعینہ یہی صورت حال ہمیں ورن کے نظام کی بابت ملتی ہے_

طبقاتی تقسیم کی اس گھٹن میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ گوتم کی شخصیت کو ایک نجات دہندہ کے طور پر لیا گیا تھا_اس کی تعلیمات سے یہ نظام مکمل

ختم تو نہ ہوا لیکن اس کے بد اثرات کا شکار طبقے بہرحال ایک راہ نجات اپنے سامنے دیکھنے لگے۔

May 19 at 8:44pm · Like · 3

-

Fawad Khawaja ...and finally...drum roll plz...brrrrrrrrmmmmmmmmm KILLING OF THOUSANDS OF MUSLIMS...in cold blood...by peace chewing Buddhists!

May 19 at 8:50pm · Edited · Like

- 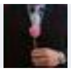

Ahmad Sagheer

بدھ مت کے ظہور اور نمو کے پس منظر پر ہم آخری نظر ڈالتے ہیں؛
اس دور میں ہندی زہن اپنشدوں میں بیان کردہ توحید کے تصور سے قریب ناآشنا ہو چکا تھا۔بت پرستی کی ظاہری رسومات، جانوروں کی سوختنی قربانیاں، زات پات اور ستی جیسی انسانیت سوز رسومات اور جھوٹے اساطیری قصے برہمن مت کی پہچان بن چکے تھے۔بگڑے اخلاق میں ویدک تعلیمات کی اصل روح مسخ ہوچکی تھی۔مکتی کا دارومدار فقط مشرکانہ عقائد اور رسوم پر رہ گیا تھا۔اوپر سے زات پات کا نظام ادنیٰ لوگوں کی زندگی اجیرن کر چکا تھا۔گویا زندگی کے ہر گوشے میں تاریکی اور فساد تھا۔
گوتم بدھ کے فلسفے کو دیکھا جائے تو اس کا بنیادی نصب العین لوگوں کو برہمنوں کے مذہبی استحصال اور لامحدود دیوتاؤں کی پرستش سے نجات دلانا تھا۔چنانچہ گوتم دیوتاؤں کی پرستش، مورتی پوجا، ستی اور دیگر انسانیت سوز رسومات کو باطل قرار دیتا ہے۔زات پات کی تفریق مٹا کر لوگوں کو تکریم انسانی اور اخوت و مساوات کا درس دیتا ہے۔

اس کے علاوہ معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ ہندوستانی سماج میں معاشی تبدیلیاں بھی رونما ہوچکی تھیں۔کھیتی باڑی اور بیوپار کے فروغ سے زاتی ملکیت کا نظام مضبوط ہوتا جارہا تھا۔مگر ویدک ادب اور برہمنیت جو گلہ بانوں کے فلسفہ حیات کی پاسبان تھی ان بدلے ہوئے حالات کا ساتھ دینے سے قاصر تھی۔
اس معاشرتی، فکری اور عملی تضاد کو گوتم کے علاوہ کئی دوسرے ہندو مصلحین نے بھی محسوس کر لیا تھا۔کہتے ہیں کہ اس زمانے میں سماجی اصلاح کے جو نظریات پیش کیے گئے ان کی تعداد ساٹھ سے اوپر تھی۔ان میں،

مہاویر، اجیتا، کشیاب، سانجیہ، پرسوا، ادکا، اتارا، اہم ہیں_ان سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ سب کے سب وید، دیوی دیوتاؤں اور ویدک رسومات کی صداقت سے انکار کرتے ہیں_جنگ اور قربانی کے سخت خلاف تھے اور اہنسا کا پرچار کرتے تھے_ لیکن قبول عام کی سند صرف گوتم بدھ کو ملی_

May 19 at 10:20pm · Like · 3

- 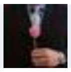

Ahmad Sagheer

بدھ مت کی تعلیمات کو بغیر جنگ و جدل کی راہ اختیار کیے اس قدر فروغ کیسے ملا ؟ دوسرے مصلحین کی نسبت صرف بدھ کی تعلیمات ہی ہندوستانی سرحدوں سے پار پہنچ کر دنیا کے ایک بڑے حصے کو متاثر کرنے میں کیسے کامیاب رہیں؟

اس سوال کا جواب بدھ مت کی تعلیمات سے زیاد...See More

May 19 at 11:26pm · Like · 4

- 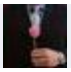

Ahmad Sagheer

گوتم بدھ کو جب نروان حاصل ہوا تو اس کی عمر پینتیس سال تھی_نعمان سعید صاحب، ہم بدھ کی زندگی، شخصیت وکردار کا مرحلہ وار جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھیں گے_اور اس کے بعد اس کی تعلیمات پر بات کریں گے_مزید آپکو جو بھی مناسب لگے_

May 19 at 11:31pm · Like · 1

- 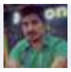

Salman Wattoo Bohat khob

May 20 at 12:24am · Like

-

Noman Saeed

ذات پات پر اس سے پہلی تھریڈ میں، جو اسی کا حصہ ہے اور یہ تھریڈ کا تسلسل ہے، میں کافی سے زیادہ تسلی بخش بات کی جا چکی ہے- لیکن برسبیل تذکرہ اس کا ذکر نکل ہی آیا ہے، تو اس ضمن میں ایک دفعہ پھر اپنی ناقص رائے کا اظہار کرنا چاہوں گا-

رگ وید میں ذات پات کا ذکر نہیں ہے کہیں- اس کہ علاوہ مورخین متفق ہیں کہ ذات پات زمانہ شجاعت کی پیداوار ہے- گویا تین ہزار قبل از مسیح پہلے ذات پات کا آغاذ ہوا- اور ہزار ق م میں ذات پات کے بندھن حتمی صورت اختیار کر گئے- یعنی زمانہ شجاعت کے بعد دھرم شاستروں کے دور کا آغاز ہوا، جس میں دھرم سوتروں کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف علماء اور فلسفیوں کی جانب سے دھرم شاستر تصنیف کئے گئے، کہ جن میں مذہبی اصولوں کو مجتمع کیا گئے- تب منوجی نے ذات پات، مذہبی رسوم، وراثت، متبی بنانے کے طویل قاعدے اور اصول جمع کر کے ہندو قوانین کا کوڈ تیار کر دیا، جسے منو سمرتی بھی کہتے ہیں- اس نے پہلی بار ذات پات کے بندھن غیر لچکدار بنا دیئے-
ذات پات کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اس کے متعلق کئی نظریے ہیں- جن کو جاننے کے لئے مختلف ذاتوں کے فرائض کو جاننا، اور ارتقا کرتے معاشرتی و سماجی شعور کو سمجھنا لازم ہے- ذات پات کی تمیز کیسے شروع ہوئی؟ اس کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا- رگ وید کے زمانے میں اگرچہ پروہت شروع ہو چکے تھے- لیکن ذات پات کی تمیز نہ تھی- لیکن زمانہ شجاعت میں ذات پات باقاعدہ طور پر وجود میں آ چکی تھی اور ایک ذات کے شخص کے لئے دوسری ذات میں شادی بیاہ کر لینا ناممکن ہو چکا تھا- ذات پات کی ابتدا کے بارے میں کئی نظریے ہیں- مثلا"
١- مذہبی نکتہ نگاہ
٢- فاتح اور مفتوح کا فرق
٣- رنگ کا فرق
۴- پیشوں کی تقسیم
۵- تاریخی نظریہ (evolutionary theory)

میں یہاں تاریخی نظریہ پر کچھ کہنا چاہوں گا جو سب سے زیادہ قرین از قیاس خیال کیا جاتا ہے-

ذات پات کے بارے میں جدید نظریہ یوں ہے کہ ذات پات مسئلہ ارتقا کے مطابق آہستہ آہستہ ترقی پذیر ہوتی گئی، حتی کہ چار بڑی ذاتیں منوجی کے زمانے تک وجود میں آگئی- ذات بات کی اصل اور ابتدا خواہ پردہ تاریکی میں ہو، لیکن مورخین کا خیال ہے کہ مختلف عناصر ذات پات کو موجودہ شکل دینے میں اثر انداز ہوئے- مذہب کے بغیر سوسائٹی کا قیام ممکن نہیں، لہذا قدیم زمانے میں مذہبی

جماعت کو فوقیت دی گئی اور اس سے برہمن ایک الگ ذات بن گئے- اور اسی بنا پر برہمنوں کو ہندوؤں میں سب سے بلند ترین درجہ دیا گیا- فاتح اور مفتوح کے فرق نے کشتری اور غیر کشتری کی تمیز پیدا کر دی- بعض حالات میں رنگت کے فرق کی بنا پر بھی علیحدہ گروہ بندیا ہوئیں، پیشہ وروں کی گروہ بندیاں بعض اوقات مستقل صورت اختیار کر گئیں- لیکن مقامی باشندے چونکہ مغلوب تھے اس لئے شودر کہلائے- اس نظریئے کے مطابق ذات پات کا وجود کئی ایک وجوہات اور عناصر کی بنا پر ہے جو صدیوں تک کارفرما رہے- ابتدائی ایام میں ذات پات کا تعین کسی شخص کی پیدائش کی بنا پر نہ تھا اور ایک ذات سے دوسری ذات میں منتقل ہوجانا مشکل نہ تھا- لیکن منوجی نے ذات پات کو مستقل اور پائیدار شکل دی- اور ہندوؤں نے اس نظام کو الہامی درجہ دیا- اور اس طرح ذات پات ہندو مذہب اور ہندو سوسائٹی کا جزو لاینفک بن کر رہ گئی- ذات پات کی ابتدا کے اس نظریے کو تاریخی نظریہ (historical theory) بھی کہتے ہیں- موجودہ دور کے مورخین کی اکثریت اس نظریے کی حامی ہے- یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ زمانہ شجاعت میں ذات پات مستقل صورت اختیار کر چکی تھی-

May 20 at 12:46am · Like · 4

-

Noman Saeed

گوتم نے شان و شوکت کی زندگی کو ٹھکرایا، اور ان راہوں پر چل نکلا، جس پر چلنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں- وہ غور و فکر کرتا گیا اور کرب سے آشنا ہوتا گیا-
فطرت انسانی کیا ہے؟ انسان کیا ہے؟ انسان میں وہ کیا ہے جس کی بنا پر اسے مشین سے ممیز کیا جاتا ہے؟...See More

May 20 at 1:17am · Like · 4

-

Syed Fawad Bokhari

بقا کا میں وہ مطلب نہیں لیتا کہ جسکو بقائے امن باہمی کی مد میں لیا جاتا ھے، وجود کے خواب کی دنیا میں بقا کا دوسرا مبلب استعمال ھوتا ھے۔ مگر مادہ کی سرد ترین اور غیر جانبدار ترین دنیا میں ہر زرے کی حرکت کے جبر کے مسلسل رہنے کے پیچھے بقا یا حرکت میں رہنے کا اصول موجود ھے۔ اور اسی اصول پہ یہ ثابت کیا جا سکتا ھے، کہ گوتم کا رویہ ڈٹرمینیسٹک تھا۔ اور کسی قاتل کا رویہ بھی۔ اور اسی رویئے کی بنیاد میں دونوں ایک ہی نظر آئیں گے۔

مگر جیسا کہ ھم دونوں نے ایکدوسرے سے ایک طرح کا اندازہ لگایا ھوا ھے کہ ھم کرب کی دنیا کے اس سوال کو نہیں چھیڑے گیں، تو میں بھی نہیں چھیڑوں گا، اول تو یہ موضوع وہ نہیں ھے، دوئم ، میری ناقص ترین رائے میں، اس کرب کی تلخ حقیقت کو ڈسکس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جو اچھے سہانے خواب دیکھ رھے ہیں، انکی زندگی کو کیوں تلخ حقیقت سے بھر کر کرب زدہ کیا جائے۔

لہذا سی کرب کی دنیا میں پھر بقا کے لینگویسٹیک استعمال آتے ہیں، کہ جس میں ، جس نے بھی جو کچھ بھی کیا، اس میں اس کرنے والا کا کوئی کردار نہیں۔

May 20 at 1:35am · Edited · Like · 2

- 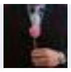

Ahmad Sagheer

بدھ کی تعلیمات میں "دکھا " اپنے وسیع معنوں میں کارفرما نظر آتا ہے_بدھ مت فلسفے کے مطابق یہ "دکھا" کا تصور روایتی لغوی معنوں کی بجائے اپنے اندر کئی مابعدالطبیاتی پہلو سموئۓ ہوئے ہے_لہذا بخاری صاحب آپ کرب کی مختلف کیفیات کو بدھ فلاسفی کے تناظر میں بیان کریں_کیونکہ میرے خیال میں یہاں کرب کی حقیقت پر آپکو گفتگو فرمانی چاہیے_

May 21 at 10:07pm · Edited · Like · 2

-

Fawad Khawaja Falsafa...Shalsfaa...China and japan massacred their own internal wars...and they were all Buddhists...read History...Not what religion tells u...Rather look ar the RESULTS!...nothing else

May 21 at 10:14pm · Edited · Like · 1

- 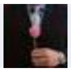

Ahmad Sagheer

بدھ کہتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں دو چیزوں کی تعلیم دی ہے "دکھ کو سمجھنا اور اس پر قابو پانا"۔بدھ مت کی رو سے دکھ، جسمانی بھی ہے اور زہنی بھی، زندگی بھی دکھ ہے اور موت بھی، پیدا ہونا، جوان ہونا، بوڑھا ہونا، بیمار ہونا، اور مرنا سب دکھ ہے۔
بدھ مت فلاسفی میں دکھ کی دوسری جہت وہ نظر آتی ہے جس میں میں زندگی اور کائنات کے ہر تغیر کو دکھ گردانا گیا ہے۔اور پھر اس تغیر پر قابو پانے کی ہر کوشش بھی دکھ ہے۔
گویا بدھ کے نزدیک کائنات میں موجود ہر وجود دکھ کا ایک عنصر اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے۔زندگی اپنی ہر ساخت اور رنگ میں ایک دکھ ہے۔بدھ زندگی اور موت کے سلسلے کو ایک دائرے میں دیکھتا۔گویا زندگی بار بار پلٹتی ہے اور یہ پلٹنا اس کی نظر میں دکھ ہے۔شاید بدھ کے نزدیک زندگی کا بنیادی دکھ تغیر ہے اگر تغیر ختم ہوجائے تو دکھ ختم ہوجائے۔لیکن بدھ کے نزدیک تغیر کا خاتمہ کیا ہے؟
سنسار چکر کا خاتمہ۔لیکن کیا بدھ اس چکر کے خاتمے کے بعد بھی زندگی کو کوئی انفرادی وجود دیتا ہے؟
بدھ وجود کی فنا کو کس رنگ میں دیکھتا تھا۔جب وہ کہتا ہے کہ زندگی کے دکھ، خوشیوں کو بڑی آسانی سے زیر کر لیتے ہیں لہذا بہتر یہی ہے کہ زندگی ہو ہی نہ۔جنم سرے سے ہو ہی نہ۔تب وہ جنم اور زندگی کا خاتمہ کن معنوں میں چاہتا ہے۔کیونکہ فلسفہ ویدانت میں سنسار چکر کا خاتمہ دو آتماؤں کا ملنا ہے۔لیکن بدھ روح مطلق کے وجود کا انکاری ہے۔بلکہ روح کوئی خود مختار وجود ہی نہیں لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہو گا کہ جب روح کا وجود نہیں تو پھر اس کا آواگون کے تحت مختلف قالبوں میں ڈھلنا کیسا۔

May 21 at 10:46pm · Like · 2

- 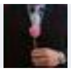

Ahmad Sagheer

بدھ کہتا ہے کہ دکھ درد کے سبب آنکھیں چار سمندروں سے زیادہ آنسو بہا چکیں۔ہر خوشی وقتی ہے لہذا ایک میٹھا زہر۔پھر بدھ دکھ کی وجہ خواہش کو قرار دیتا ہے۔پھر وہ خواہش میں جنسی خواہش کو مزید خطرناک قرار دیتا ہے کیونکہ یہی نوع انسانی کے سلسلے کو پروان چڑھاتی ہے۔لیکن جب اسکا ایک بھکشو خودکشی کی اجازت مانگتا ہے تو وہ اجازت نہیں دیتا۔کیونکہ وہ کہتا ہے کہ "بے مقصد اور نجس آتما پھر سے کفارہ ادا کرنے کے لیئے متواتر تناسخ سے گزرتی رہے گی۔گویا یہاں بدھ آتما اور اسکی فعالیت کو مان رہا ہے۔لیکن؛
لیکن پھر وہ کہتا ہے کہ روح ہمارے زہن کی سہولت کے لیئے محض ایک اسطورہ ہے۔جبکہ خود زہن کیفیات روح یا انا کا مجموعہ ہے، جو کسی خاص تعصب، ناپائیدار اور بے بس موروثیت کے سائے میں بالغ ہوتا ہے اور فرد کو اسی خاص انداز

میں افعال سرانجام دینے پر مجبور کرتا چلا جاتا ہے_بدھ اسے موروثی تسلسل
کہتا ہے جس سے فرار کسی کے لیئے ممکن نہیں_لیکن ہمیں یہ جاننا ہو گا کہ
بدھ جب موروثی تسلسل کو اس قدر مظبوط مانتا ہے تو پھر تناسخ کی حقیقت
کیا ہوئی_یعنی ہمارے وجود کا ہر مظہر اور تمام تر انفرادیت جب موروثی تسلسل
پر قائم ہے تو پچھلے جنم کے برے یا اچھے فعل کا اس پر کیا اثر ہوا؟ نعمان صاحب
ہمیں ان سوالوں کے جواب بھی دیکھنے ہونگے_

May 21 at 11:11pm · Like · 3

-

Syed Fawad Bokhari

بہت شکریہ احمد صغیر بھائی

کرب کی بات کرتے هوئے مجھے ، انسانی دماغ کی سوچ، انسان اور انسانی
معاشرے کا بطور ایک نان لینیئر ڈائینیمک سیسٹم اور اخلاقیات اور انسانیت اور
وجود کی احساس پہ بات کرنا هو گی۔ اور ایسے میں مجھے نی صرف انسانیت،
اخلاقیات اور معاشرت...See More

May 21 at 11:29pm · Edited · Like · 4

- 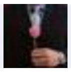

Ahmad Sagheer

درست ہے_چونکہ یہ تھریڈ گوتم بدھ کے متعلق خاص ہے تو یہاں کرب و دکھ کا
بیان بھی انہیں معنوں میں محدود رہنے چاہیے_لنک شیئر کرنے کا شکریہ میں
آپکے نوٹ کو دیکھتا ہوں_اگر اس حوالے سے کوئی بات ہوئی ت اسے کرنا وہیں
مناسب رہے گا_

May 21 at 11:44pm · Like · 2

-

Syed Fawad Bokhari

جی ہاں آپ نے بجا فرمایا هے۔ گفتگو موضوع عپر ہی رہنی چاہیئے، وہ دراصل
بقاکی تعریف پہ بات کے دو مخلتف زاویئے سامنے آئے۔

میں تو گوتم بدھ کے حوالے سے آپ اور جناب قبلہ نعمان صاحب کے علم سے مستفیز ھو رھا ھوں۔ جاری رکھیئے۔

May 21 at 11:47pm · Like · 1

-

Fj Faizi

احمد صغیر، اور نعمان صاحب، آپ لوگوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کرکے ہم جیسے طالب علموں کو بہت کچھ دیا ہے. سلامتی ہوں آپ لوگوں پر.

May 21 at 11:47pm · Like · 1

-

Noman Saeed

اگر عالم و معلول کی ثنویت قبول کی جائے اور ثنویت علم کی اساسی صورت ہے تو ہمہ گیر ہوگی اور علمی یا علمیاتی صورت حال کے لئے صحیح سمجھی جائے گی اور اس سے کسی کو مفر نہیں ہوگا- اس اعتبار سے خود عالم کو اپنا علم اسی صورت میں ہوگا کہ اس کی ذات کی دوئی تسلیم کی جائے یعنی عالم بحیثیت معروض علم اور موضوع علم کے،، لیکن اس طرح عالم بحیثیت مابالانزاع حد کے طور پر سامنے آتا ہے، جس کیلئے پھر وہی عالم و معلوم کی دوئی کا اطلاق کرنا پڑے گا اور اس طرح حقیقتا" ہم کبھی عالم کے علم تک نہیں پہنچ سکیں گے- جہاں ہمیشہ ایک حد علمی صورت حال سے خارج جا پڑتی ہے اور اس طرح یہ علمیاتی منطق ازخود متناقص ہو جاتی ہے- یا پھر اس منطق سے باہر جا کر خدا بحیثیت ایک کلی عالم کے، اور مابعدالطبعیاتی تصورات کو قبول کیا جائے کہ جس کی اجازت یہ منطق نہیں دیتی- خیر یہ ایک "خوش آئند" بات ہے کسی عالمی منطق یا کسی عالمی پیمانے کا وجود نہیں پایا جاتا- لہذا جو جہاں کھڑا ہے اور اپنی منزل تلاش رہا ہے، اسے تلاش مسلسل میں رہنے دیا جائے کہ حقیقت کی دنیا ظالم ہے اور کرب مہربان- یہ جو کرب ہے، اسی میں عافیت ہے- یہ جینے کا سہارا ہے- میرے ناقص علم میں بہت کم حضرات ایسے ہیں جو کرب کی دنیا سے واقف ہیں اور تھے- لیکن ان میں بھی چند حضرات ایسے تھے جو حقیقتا" اور واقعتا" ان وقتوں میں کرب کو سمجھ گئے جب یہ گمان میں بھی نہ تھا- سائنس، فلسفہ، میتھمیٹیشنز اور رائٹرز میں تو بہت مثالیں مل جائیں گی، لیکن مصلحاؤں میں یہ چند ایک ہی ہیں- میرے ناقص مطالعہ میں گوتم اور تاؤ کے

علاوہ ایسا کوئی اور مصلح نہیں جو اس کو سمجھ گیا ہو- گو کسی حد تک
مہاویر، پارس ناتھ، کنفیوشیس، مانی وغیرہ کو ہم اس میں شریک کر سکتے ہیں-
لیکن بہرحال گوتم سے ذیادہ اسے سمجھنے والے کے علاوہ تاریخ کے اوراق
کسی اور کا تذکرہ پیش کرنے سے قاصر ہیں-

May 22 at 1:25am · Like · 3

-

Javed Inayat Please continue, I will bring in some questions at the end. It is too interesting to disrupt it.

May 22 at 4:30am · Like · 1

-

Javed Inayat Both gentlemen you are providing the best knowledge, very simple way. Assaan Tareeqa hai , we are lot following this thread.

May 22 at 4:44am · Like

- 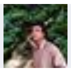

Muneeb Ahmed Sahil aray khuda say daro kafiro islam duniya ka wahid mazhab hay jo ikhlaq say phela, budh mat nay jitni khoon rezi ki tareekh may misal nahi milti

May 22 at 6:02pm · Like · 2

- 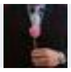

Ahmad Sagheer

دو سوال جو بدھ مت کے حوالے سے اٹھائے گئے تھے ان کی توجیہہ ہم یوں کر
سکتے ہیں کہ بدھ نے نزاع اور لاطائل بحثوں سے قطع نظر سابقین کے نظریات کو
ایک خاص پیمانہ پر اپنا لیا تھا_جیسا کہ آواگون___زندگی کا یہ تصور ہندوستانی
فلسفیوں کے لیئے ایک فطری حقیقت کی حیثیت رکھتا تھا_یہ وہ بنیادی مسئلہ
تھا جس کا حل مختلف ہندوستانی مذاہب نے اپنے اپنے طور پر پیش کرنے کی
کوشش کی_تمام ہندوستانی مذاہب کے نزدیک زندگی کے ابدی چکر سے نجات

ہی وہ مقصود ہے جو انسان کی سب سے بڑی تمنا ہو سکتی ہے_اسی نجات میں جس کو مختلف ہندوستانی مذاہب مختلف ناموں کہیں، موکش، کہیں مکتی، کہیں نروان اور کہیں وصال برہمن سے تعبیر کرتے ہیں انسان کی زندگی کے تمام مسائل کا حل ہے_اس ابدی، لازوال اور بے عیب مسرت کے حصول کو ہم تمام ہندوستانی مذاہب کی بنیاد قرار دے سکتے ہیں_البتہ جو چیز انکو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے وہ نجات کی کیفیت کا تصور اور اس تک پہنچنے کا طریقہ ہے_بدھ کی تعلیمات کو بھی انہیں کرم اور آواگون کے تصورات کے تناظر میں دیکھنا ہوگا_کیونکہ بدھ اسے تسلیم کرتا ہے لیکن اس رضا میں اس کا واحد مقصد یہی نمایاں ہوتا ہے کہ بدھ اسے "دکھا" اور "نروان" کی تشریح و تعبیر کے لیئے لازم جانتا ہے_

اس کے علاوہ بدھ روح کے روایتی تصور پر زیادہ نقد نہیں کرتا لیکن روح کے تصور کے انکار کا پہلو جو ہمیں بدھ مت میں نظر آتا ہے اس کی بنیاد یہی ہو سکتی ہے کہ بدھ اپنے ضابطہ اخلاق میں کسی بھی قسم کی مافوق الفطرت حد بندی کی نفی کرتا ہے_بدھ کے خیال میں ان دیکھے کی پرستش قابل قبول عمل نہیں_اس کے خیال میں ہماری خوشیوں یا غموں کا سبب ہمارے خارج میں ہے ہی نہیں بلکہ یہ ہماری خواہشات اور اور اعمال کی پیداوار ہیں_وہ جنت اور جہنم کو بھی انہیں معنوں میں نہیں مانتا_بدھ کے نزدیک یہ کائناتی حماقتیں ہیں جو کون و مکاں کے نقوش میں فٹ نہیں بیٹھتیں_اسے نیکی و بدی کے متنازعہ سلسلے میں استحکام یا ابدی حقیقت کا کوئی مرکز دکھائی نہیں دیتا_ایک مسلسل تغیر پزیر اور ہٹ دھرم زندگی، یہی تغیر دکھ ہے_اس گرداب میں مابعد الطبعیات اور الہیات کی ایک ہی انتہا ہے اور وہ ہے تغیر، اور یہ تغیر بدھ کو پریشان کرتا ہے لہذا وہ روح کی نفی میں اس تغیر کی نفی کرتا ہے_

May 22 at 9:40pm · Like · 3

- 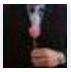

Ahmad Sagheer

بدھ الوہیت کے بغیر مذہب کی طرح روح کے بغیر نفسیات کا بھی حامی ہے_وہ مظاہر روحیت کی ہر شکل میں نفی کرتا ہے_اس اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بدھ علم کو حسیات کا نتیجہ قرار دیتا ہے_بدھ کے نزدیک مادہ ایک قوت ہے، جوہر حرکت ہے، زندگی تغیر ہے، ہستی اور نیستی، تشکیل اور تحلیل کا ایک غیر جانبدار عمل اور یہی عمل جس کی اساس تغیر دکھ ہے _چونکہ بدھ جیسے کہ پہلے میں نے کہا روح کو ایک زہنی اسطورہ قرار دیتا ہے اسی لیئے وہ کہتا ہے کہ ہم عدم تحفظ کے احساس میں شعور کے حجاب میں پناہ لیئے بیٹھے ہیں_اور یہ برتر وحدت (خدا) کے ادراک سے پیوستگی کے احساس کا اظہار ہے جو ہم چاہتے

ہیں (اور جو اسکے خیال میں غلط ہے)_گو احساس اور ادراک میں جو کچھ ہوتا ہے وہ خودبخود خیالات میں ڈھل جاتا ہے یہاں تک کہ ہماری معتبر انا بھی ان زہنی کیفیات سے جدا کوئی چیز نہیں یہ بھی ان مخصوص کیفیات کا تسلسل ہے_یہ ماضی کی یادوں، زہنی و اخلاقی عادات، مزاج اور میلانات کے سوا کچھ نہیں_لہذا بدھ سمجھتا تھا کہ ان ساری کیفیات (جن کو ہم غلطی سے روح سے متعلق خیال کرتے ہیں) سے چھٹکارا، فوق الفطرت اساطیر کی خواہش کے زریعے نہیں بلکہ، جہد، ضبط ماحول، اور مخصوص حالات سے ممکن ہو پاتا ہے_زہن صرف کیفیات اور انا کا مجموعہ ہے_جو ہر طرح کی تربیت اور سالوں سے بنی آئی مخصوص شعوری ساخت کی پابندی پر مجبور کرتا ہے_فرد کے افعال کے دائرے کو محدود کرتا ہے، لہذا بدھ ان زہنی کیفیات اور انا پرستی کی قدخنوں سے نجات اور فرار کو حصول مقصد کے لیئے ضروری خیال کرتا ہے_

May 22 at 10:11pm · Like · 3

- 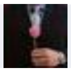

Ahmad Sagheer

چونکہ بدھ مت کی تعلیمات میں دکھ، ازیت یا کرب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور بدھ مت کی بنیاد جن چار عظیم سچائیوں (آرین ستیہ) پر ان میں پہلی سچائی بھی دکھ ہے اس لیئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ" دکھ "کی تشریح بدھ فلسفہ حیات کے تناظر میں کر دی جائے_

دکھ؛ (پہلی سچائی)

بدھ نظریہ حیات میں پہلی عظیم حقیقت دکھ ہے_یعنی زندگی کی اصل دکھ ہے_جو چیزیں عام طور پر دکھ کا سبب ہوتی ہیں جیسے، جسمانی تکلیف، بیماری، زہنی پریشانی، حالات کی مجبوری وغیرہ وہ تو بظاہر ہیں ہی دکھ_لیکن گوتم بدھ کے خیال میں زندگی کی مسرتیں اور خوشیاں بھی آخر کار دکھ کا سبب بنتی ہیں_چونکہ انکی حیثیت عارضی ہے اور بالآخر یہ اپنے پیچھے دکھ چھوڑ جاتی ہیں_اسی طرح زندگی کا کھوکھلا اور کسی مستقل عنصر کے بغیر ہونا اور ہمیشہ تغیر پزیر رہنا، بذات خود سب سے بڑھ کر دکھ ہے_بدھ مت میں دکھ کی تین قسمیں بتائی گئی ہیں؛

1) دکھ دکھاتا: وہ دکھ جس کو عمومی مظاہر میں ہر شخص محسوس کرتا ہے_

2) سکھارا دکھ: زندگی میں کسی مستقل عنصر کی عدم موجودگی (بدھ روح کے استقلال یا موجودگی کو نہیں مانتا)_

3) دپارینا دکھ: زندگی کی مستقل تغیر پزیری اور بے ثباتی_

آخری دونوں قسمیں دکھ کی ایک فلسفیانہ بنیاد سے متعلق ہیں جس کی حقیقت عام انسان کی نظروں سے اوجھل رہتی ہے_لیکن جس کے مظاہر پہلی نوع کے دکھوں کی صورت میں ہر شخص محسوس کرتا رہتا ہے_

May 23 at 12:15am · Like · 3

- 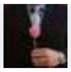

Ahmad Sagheer

گوتم بدھ کے نظریہ دکھ کی فلسفیانہ تشریح مختصر طور پر یوں کی جاسکتی ہے کہ کائنات کی تمام اشیاء پانچ مرکبات پر مبنی ہیں۔
1) مادہ
2) قوت احساس
3) قوت تمیز
4) قوت فکر
5) قوت شعور
ان میں سے ہر مرکب بذات خود مختلف اجزاء پر مشتمل ہے جو مزید اجزاء میں توڑے جاسکتے ہیں۔یہاں تک کہ تمام اشیاء غیر مربوط زرات پر مشتمل ریت کی ڈھیریوں کی رہ جاتی ہیں۔چونکہ تمام اشیاء کائنات انہیں غیر مربوط زرات یا ان کی آمیزش سے وجود میں آتی ہیں اس لیئے کائنات کی کسی چیز یا انسان کی شخصیت میں کوئی مستقل عنصر، مستقل بالزات موجود نہیں (جیسے روح یا آتما) یا مستقل حقیقت موجود نہیں۔تمام اشیاء اور انسان محض مختلف اجزاء کا مجموعہ ہیں جن کو سطحی نظر، مجموعی اعتبار سے ایک مستقل شے تصور کرتی ہے۔

اس حقیقت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کائنات کی تمام اشیاء اور انسان جن مرکبات کا مجموعہ ہیں وہ خود اپنی جگہ مختلف قسم کے خارجی اسباب کی بنا پر وقتی طور پر ایک مخصوص شکل اختیار کیے ہوئے ہیں۔ان اسباب کے ہر لحظہ بدلتے رہنے کے باعث یہ اشیاء بھی ہر لمحہ متحرک اور تغیر پزیر ہیں۔اس نقطہ نظر سے اشیاء کائنات کسی مستقل عنصر سے عاری، ہر لحظہ متغیر، ان گنت زرات کا ایک سیل رواں ہیں۔جو ازل سے ابد کی طرف بہا جارہا ہے۔اس سیل رواں میں کائنات کی مختلف اشیاء اور انسان، زرات کے عارضی مجموعوں سے وجود میں آئے ہوئے مختلف ہیولے ہیں۔جو اپنے اجزاء کی تغیر پذیری کے سبب فانی اور بے ثبات ہیں۔گوتم کی تعلیم کی رو سے ہر وجود لازمی طور پر، دکھ، بے ثباتی، اور کسی مستقل عنصر سے عاری ہونے کی صفات سے متصف ہوتا ہے۔ان میں پہلی خصوصیت تو ہے ہی تکلیف دہ۔لیکن دوسری اور تیسری خصوصیات بھی بالواسطہ دکھ ہی کا سبب بنتی ہیں۔اس طرح زندگی سرتاپا دکھ، غیر اطمینان بخش اور ناقص ہے۔

May 23 at 12:55am · Like · 4

-

Noman Saeed

بہت خوب جناب- آپ نے بہت عمدہ انداز میں بدھ کہ فلسفہ پر روشنی ڈالی ہے-

میں یہاں چاہوں گا کہ چنیدہ چنیدہ نقطوں پر بات کر کہ اس پوسٹ کو کنکلوڈ کر دیا جائے-

١- بدھمت، ہندومت اور جین مت: تینوں کرم اور تناسخ پر یقین رکھتے ہیں- ان کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ جزا اور سزا اسی دنیا میں آواگون کے چکر میں پھنس کر ہی مل جاتی ہے- جبکہ بدھمت اور جین مت کے مطابق آخرت یا بہشت دوزخ کوئی شے نہیں-

٢- تینوں مذاہب اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بار بار جون بدل کر جنم لینے کی بجائے پیدائش کے چکر سے نجات حاصل کرنی چاہئیے- اسے نروان حاصل کرنا کہا جاتا ہے- اگرچہ تینوں کے طریقہ الگ ہیں- لیکن منشائے مقصود ایک ہے- (جبکہ جین مت اور بدھمت دراصل برہمن مت کے خلاف بغاوت اور احتجاج گردانے جاتے تھے- کیونکہ دونوں مذاہب نے برہمنوں کی فوقیت کو ختم کر ڈالا تھا- دونوں مذاھب انسانے برابری اور یکسانیت کا درس دیتے ہیں- اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ہر شخص نجات حاصل کر سکتا ہے- اس کے برعکس برہمن مت میں شودر کے لئے کسی صورت میں نجات ممکن نہیں- وہ ہمیشہ آواگون کے چکر میں پھنسا رہے گا-)

٣- جین مت اور بدھ مت نے برہمنوں کی بتائی ہوئی خونی قربانیوں کو بند کیا اور برہمن مت کی برعکس پیچیدہ رسومات کی بجائے سادہ تعلیم پر زور دیا- دونوں مذاہب اہنسا کے اصول پر زور دیتے ہیں اور کسی جاندار کو تکلیف دینے اور خون گرانے، بہانے کے مخالف ہیں- اور ویدوں کو الہالی کتب نہیں گردانتے- اور نہ ہی ہندوؤں کے دیوتاؤں یا اوتاروں کو مانتے ہیں- (دونوں کسی زبان کو الہامی نہیں گنتے- بلکہ عوامی زبان میں لوگوں تک اپنا پیغام پہنچاتے رہے-)

۴- دونوں خدا کی ہستی کے بارے میں خاموش ہیں- اور ذات پات کے سخت مخالف ہیں- اور تمام انسانوں کو برابر اور یکساں گنتے ہیں-

۵- دونوں مذاہب کے بانیان کشتری خاندان سے تعلق رکھتے تھے- لیکن انہوں نے اپنی زندگیاں عوام کی بھلائی کے لئے وقف کر دیں- اور تخت و تاج کو لات ماری-

ان کے مطابق دنیا دکھ اور درد کا گھر ہے- اس میں بار بار پیدا ہونے سے مصیبت

) میں اضافہ ہوتا ہے- لہذا نروان حاصل کرنا انسانی زندگی کا اعلی Evilاور بدی (
ترین مقصد ہے